

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو کی گئی وحی اور انفرادی وحی میں فرق

قرآن مجید نے بتایا کہ ”وحی“ وہ ذریعہ (medium) ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو کسی تک پہنچاتا ہے۔ اور کلام باتوں، وعدوں اور احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَآمَنَّا وَآمَنَّا
بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٣١﴾

”اور جب میں نے حواریوں کی جانب وحی کی کہ تم مجھ پر اور میرے رسول (عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لاؤ۔

تو (عیسیٰ علیہ السلام سے، حوالہ آل عمران-۵۲) انہوں نے کہا ”ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلم ہیں۔“ (المائدہ-۱۱۱)

”أَوْحَيْتُ“ ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہے اور معنی ہیں ”میں نے وحی کی تھی۔“

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَأَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ ءَامَنُوا سَأَلِقَىٰ فِي قُلُوبِ
الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَأَضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَأَضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٣﴾

”جب تیرا رب فرشتوں کی جانب وحی کرتا تھا کہ ”میں تمہارے ساتھ ہوں، اس لئے ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو۔

میں عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔ اس کے لئے گردنوں کے اوپر کے مقام پر گھومتے پھرو،

اور عمائدین میں سے ہر ایک کے یاس گھومو پھرو۔“ (الانفال-۱۲)

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنْ
 أَقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ
 لِّي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾

”اور ہم نے ایک دفعہ اور بھی تجھ پر احسان کیا تھا جب ہم نے تیری ماں کو وحی کی۔ جو وحی کی گئی (وہ یہ تھی) ”کہ اسے صندوق میں ڈال، پھر اسے دریا میں ڈال دے کہ دریا اسے کنارے پر ڈال دے، اسے میرا دشمن اور اس کا دشمن اُسے پائے گا۔“ اور میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈال دی اور اس لئے کہ تو میری آنکھوں کے سامنے تربیت پائے“ (سورۃ طہ - ۳۷-۳۹)

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا

تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۗ إِنَّا رَأَدُّوهُ إِلَىٰكَ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٧﴾

”اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کیا کہ ”اسے دودھ پلاتی رہیں پھر جب آپ اس کی نسبت خطرہ محسوس کریں تو انہیں (صندوق میں ڈال کر) دریا میں ڈال دیں اور (دریا میں ڈالتے ہوئے) ڈرنا مت اور (دریا میں ڈال دینے کے بعد) غمگین بھی نہ ہونا ہم اُسے تیرے پاس لوٹالائیں گے اور انہیں اپنا رسول بنائیں گے“ (القصص - ۷)

ملائکہ، یوسف علیہ السلام کو بچپن میں اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ طفولیت میں ان کی والدہ ماجدہ کو کی گئی ”وحی“ کی نوعیت انفرادی ہے۔ حواریوں کو ایک نصیحت، حکم دیا گیا تھا۔ انہوں نے اسے مانا اور تعمیل کی۔ بعض ملائکہ کو بھی ایک خاص موقع پر ایک حکم ”وحی“ کیا گیا تھا۔ یوسف علیہ السلام کو عین اس وقت ”وحی“ کر کے مستقبل میں پیش آنے والی ایک بات کے متعلق بتایا گیا تھا جب ان کے (واجب الاحترام مسلم) برادران انہیں ایک خشک ویران کنویں میں اتار رہے تھے۔ یہ بات حوصلہ اور امید بڑھانے والی تھی۔ اور حوصلہ اور امید صبر انڈیلنے ہیں۔ یہ بات یوسف علیہ السلام کی اپنی ذات (personal consumption) کیلئے تھی۔ انہوں نے اس کا تذکرہ اپنے بھائیوں اور والد صاحب سے بھی نہیں کیا تھا جب سب مصر میں آگئے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سے ایسا کام کرنے کا نہیں کہا گیا تھا جو عقل و فہم کے تقاضوں سے بالاتر ہو۔ انہیں لکڑی کے صندوق میں بچے کو ڈال کر اس وقت دریا کی لہروں کے سپرد کرنے کا کہا گیا جب اُس کی زندگی کیلئے خطرہ محسوس کریں۔ عقل کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ یقینی بڑے خطرے سے بچنے کیلئے چھوٹا خطرہ مول لے لیا جائے۔ عقل و دانائی کی یہ باتیں اپنی جگہ لیکن ایک ماں کو یہ مشورہ دینا اتنا آسان بھی نہیں کہ اپنے بیٹے کو دریا کی لہروں کے سپرد کر دے۔ سبحان اللہ! ایک ماں کے اطمینان قلب کیلئے اتنا بڑا راز بھی بتا دیا

إِنَّا رَأَدُّوهُ إِلَىٰكَ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

”ہم اُسے اسی حالت میں تیرے پاس لوٹالائیں گے اور اُسے بھیجے گئے رسولوں میں سے کر دیں گے“ (القصص - ۷)

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سے ”وَحِیَا“ کئے گئے کلام میں خطرے سے نمٹنے کی ترکیب بتائی گئی تھی، لیکن ایک ماں کے نقطہ نظر سے وہ ترکیب بھی خطرے سے خالی نہ تھی اس لئے ان کے بیٹے کے محفوظ رہنے کا وعدہ بھی دیا گیا اور ان کے دل کو تقویت دینے کیلئے ایک راز بھی بتا دیا گیا کہ ان کے بیٹے کو بعد ازاں فرائض رسالت بھی سونپے جانے ہیں۔ یہ ”وحی“ بھی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی اپنی ذات کیلئے تھی۔ انہوں نے اس راز کو ایک امانت کے طور پر ہمیشہ اپنے سینے میں دفن رکھا اور اپنے بیٹے سے بھی کبھی ذکر نہیں فرمایا کہ انہیں ایک دن رسالت کے فرائض سونپے جائیں گے۔ اگر انہوں نے بتایا ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے فرار کی ضرورت محسوس نہ ہوتی جب اُن کے مکار مارنے سے ایک لڑکا اتفاقاً قتل ہو گیا تھا۔

اللہ رب العزت کے مختص بندوں نبیوں اور رسولوں کے علاوہ دوسری ہستیوں کو قرآن مجید کے نزول اور اُس سے قبل کے دور میں کی گئی ”وحی“ کے متعلق دی گئی معلومات کو ہم نے پڑھ لیا ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور ذی حیات کا ذکر بھی ہے جسے ہمارے رب نے ”وحی“ کی تھی۔ ارشاد فرمایا:

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنْ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾ (النحل۔ ۶۸)

”اور آپ (ﷺ) کے رب نے شہد کی مکھی پر وحی کیا کہ ”پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں اور اُن چھتریوں میں جو لوگ بناتے ہیں

ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلًّا يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾

بعد ازاں ہر طرح کے پھلوں میں سے کھا، اور اپنے رب کے مطیع کئے راستوں میں داخل ہو۔ ان کے پیٹوں سے مختلف رنگوں کا شربت نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفا ہے۔ بیشک اس میں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں ایک نشانی ہے“ (النحل۔ ۶۹)

”اَوْحَىٰ“ آسمان اور زمین کیلئے بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا:

فَقَضَيْنَا سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾

”پھر اس نے دو دنوں میں انہیں سات آسمان بنادیئے اور ہر آسمان میں اس کے ذمہ اس کا کام وحی کر دیا۔ اور ہم نے آسمان دنیا کو مصابیح (comets) سے زینت دی ہے اور محفوظ کیا ہے۔ یہ ہے اس غالب اور علم والے کے مقرر کردہ پیمانے، اندازے، قانون (فصلت ۱۲)

بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ﴿٥﴾

”کیونکہ تیرے رب نے اس کیلئے یہ وحی کیا ہوگا“ (الزلزلہ۔ ۹۹)

ذی حیات اور غیر حیات کیلئے ”أَوْحَى“ میں فرق یہ ہے کہ ذی حیات کی جانب (الٰہی) وحی کی جاتی ہے لیکن غیر حیات میں (فِی) یا کیلئے (لَهَا) ان کے ذمہ امر (کام) کی وحی کی جاتی ہے۔ وَ أَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ”اور ہر آسمان میں اس کے ذمہ اس کا کام وحی کر دیا“ کے معنی اور مفہوم یوں واضح کر دیئے گئے ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ ”یہ ہے اس غالب اور علم والے کے مقرر کردہ پیمانے، اندازے“۔ اس طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کائنات کی ہر مادی شے ”وحی شدہ، ہدایت یافتہ“ ہے کیونکہ مادی اشیاء کے اعمال اور افعال نہیں ہوتے بلکہ ان کے ذمہ طے شدہ امور لگا دیئے گئے ہیں اور یہی ان کی تقدیر اور فطرت ہے۔

قرآن مجید نے بتایا کہ نزول اور اُس سے قبل کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر نازل کردہ وحی اور عام انسانوں، ملائکہ ذی حیات پر اور اشیاء میں اور اُن کیلئے بھیجی جانے والی وحی میں بنیادی اور اہم ترین فرق یہ تھا کہ رسولوں پر نازل کردہ وحی میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کا کلام اور ہدایت رسول تک پہنچائی جاتی تھی تاکہ رسول اُسے لوگوں تک پہنچائے۔ اس لئے یہ فیصلہ دیا ہوا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے رسول کی بات مانی (اطاعت) اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بات مانی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسول وہی بات اُن تک پہنچا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمائی ہے۔ اور یہ حقیقت بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول لوگوں کو وہی بات سناتے ہیں جو انہیں کتاب میں وحی کی جاتی ہے کیونکہ ان کا اپنا ایمان بھی صرف اس وحی پر ہوتا ہے اور دوسروں سے بھی کتاب میں وحی کی گئی پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور رسولوں کے علاوہ دوسری قسم کی وحی اُس ذی حیات اور شے کے اپنے لئے (انفرادی) ہوتی تھی اور اس بات کو نہ تو دوسرے سے کہہ سکتا تھا اور نہ دوسرے کیلئے حجت اور دلیل تھی۔ اس لئے اگر کوئی اس قسم کی بات کرتا ہے تو وہ اُس کی من گھڑت اختراع ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

”اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے“ (حوالہ الانعام- ۹۳، ہود ۱۱۸ اور العنکبوت- ۶۸ کی ابتدا)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝

”اس لئے اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے“ (حوالہ الکہف- ۱۵)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ (حوالہ الانعام- ۲۱)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ (حوالہ الاعراف- ۱۳۷ اور یونس- ۱۷)

”اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرے یا اللہ کی آیات کو جھٹلائے؟“

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ

”پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جو باتیں خود وضع کر کے اللہ سے منسوب کرتا ہے کہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کر دے“ (حوالہ الانعام- ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ کے حوالے سے جھوٹ گھڑنے/تخیل سے باتیں بنانے والوں کا مدعا و مقصد لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے مفادات کے دائرے میں انہیں قید رکھنا ہے۔ باتیں وضع کر کے اللہ تعالیٰ سے منسوب کرنے والا ظالم ہے۔ اللہ سے باتیں منسوب کرنے کا ایک انداز یہ بھی ہے

أَوْ قَالَ أَوْحَىٰ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ

”یا کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کیا گیا“ (حوالہ الانعام-۹۳)

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے علاوہ جس کسی کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے وحی کی تھی وہ وحی صرف اُن تک محدود تھی اور انہوں نے اس کے متعلق دوسروں سے نہیں کہا تھا۔ اس لئے قرآن مجید کے نزول کے بعد جو کوئی دوسرے لوگوں سے یہ کہے کہ اُس کی طرف وحی کی گئی ہے یا الفاظ کو ملمع کر کے یوں کہے کہ جو باتیں وہ لوگوں کو بتا اور سمجھا رہا ہے انہیں اُس نے وہیں سے حاصل کیا ہے جہاں سے نبیوں کو ملتا تھا تو کیا وہ ظالم اور کاذب نہیں؟ اور اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں طرح کے لوگوں کو بھی وحی آتی تھی تو یہ بات کہنے والا بھی جھوٹی بات اختراع کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو عام لوگوں تک پہنچانے کا فریضہ صرف اور صرف نبیوں اور رسولوں (مبشرین و منذرین) کو سونپا ہے اور اس پہنچائے جانے والے کلام کیلئے لفظ ”وحی“ صرف نبیوں اور رسولوں کیلئے استعمال فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کی بات ماننے والے یعنی مومنین، ”اولیاء اللہ“، مجدد، مفسر، صوفی، محقق کسی کو بھی ”وحی“ کے ذریعے ایسا کچھ نہیں ملتا جسے دوسرے لوگوں سے وہ بیان رکھ سکے یا انہیں سمجھا سکے یا اس کی بناء پر انہیں ”نصیحت“ کر سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اپنے ملائکہ کے ذریعے کسی بھی مرد یا عورت کو کوئی بھی ایسا پیغام بھیج سکتا ہے جس کا تعلق اُس مرد یا عورت کی صرف اپنی ذات سے ہو۔ ملائکہ نے سیدنا مریم صدیقہ اور ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سے گفتگو بھی کی تھی اور انہیں ان کے رب کی جانب سے بات بھی بتائی تھی:

وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ اتَّخَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾

”اور کتاب میں مریم (صدیقہ) کا ذکر کریں جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جگہ پر الگ ہوئی تھیں

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾

اور ان سے حجاب اختیار کر لیا پھر ہم نے ان کی طرف اپنی جانب سے روح کو بھیجا جو اسے (روپ میں) ایک شریف انفس مرد دکھائی دیا

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

(خلوت میں ایک مرد کو دیکھ کر) اس نے کہا ”میں رحمن کی پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اگر تو اس سے ڈرنے والا ہے“

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾

اس نے کہا ”میں تو محترمہ آپ کے رب کا پیامبر ہوں اور آپ کیلئے ایک باصلاحیت بیٹے کی اطلاع لایا ہوں“ (مریم-۱۶-۱۹)

قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾

(بیٹا پانے کی اطلاع پا کر) سیدہ مریم نے اُس سے کہا ”مجھے بیٹا کیسے ہوگا جب مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا (کیونکہ نہ تو میں شادی شدہ ہوں) اور نہ ہی میں کوئی بدکارہ ہوں“ (مریم-۲۰)

قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىٰ هَيْئٍ ۖ وَلِنَجْعَلَكَ ؕ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا ۚ

وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

”اُس نے مریم کو کہا اس (طرح بیٹا پیدا ہونے) کا سبب یہ ہے کہ آپ کے رب نے کہا ہے ”وہ میرے لئے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے اپنی طرف سے لوگوں کے لئے ایک نشان اور رحمت بنادیں۔ اور یہ پہلے سے طے شدہ فیصلہ ہے۔“ اس لئے انہوں نے اس (بیٹے) کا بوجھ (حمل) اٹھالیا جس کی بنا پر وہ اس (پرورش پانے والے بیٹے) کے ساتھ ایک دور جگہ الگ ہو گئیں“ (سورۃ مریم-۲۱-۲۲)

اور آئیں ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ مبارکہ سے ملائکہ کی گفتگو کو سنیں:

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ۖ

”اور ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر آئے اور کہا ”سلام“۔ انہوں نے بھی کہا ”سلام“

فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِئِدٍ ۚ وَارْجِعْ (مہمانوں کیلئے) بھنا ہوا بچھڑالانے میں دیر نہ کی“ (ہود-۶۹)

فَلَمَّا رَءَا أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ ۖ ”پھر جب انہوں نے دیکھا کہ مہمانوں نے اُس کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے

فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ اس لئے انہوں نے ان سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا ”آپ خوف نہ کریں

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ۖ ہم قوم لوط (علیہ السلام) کی طرف بھیجے گئے ہیں“ (ہود-۷۰)

لوط علیہ السلام کی مجرم قوم کی جانب بھیجے جانے والے ان فرشتوں نے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ایک علم والا بیٹا عطا

کئے جانے کی خوشخبری دی اور ان کے پوچھنے پر قوم مجرمین پر عذاب نازل ہونے کے متعلق معلومات انہیں فراہم کی تھیں۔ یہ خوشخبری اسحاق

علیہ السلام کی تھی۔ وَأَمْرًا أَنَّهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكْتُ ”اور ان کی زوجہ (محترمہ) کھڑی تھیں۔ وہ ہنس پڑیں

فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَآءِ ۖ إِسْحَاقَ يَعْقُوبُ ۖ

اس لئے ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی کو اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد (پوتے) یعقوب کی“ (سورۃ ہود-۷۱)

قَالَتْ يَوَيْلَتِي ءَايِدُ وَاَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾

”وہ کہنے لگیں ”ہائے افسوس! کیا میں جنوں کی جب کہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے!

بے شک یہ ایک عجیب بات ہے (ہوگی)“ (ہود-۷۲)

فَاقْبَلَتْ أَمْرًا تَهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿٧٣﴾

”اس پر اُن کی بیوی سمٹی (استعجاب کے عالم میں) اُن کے سامنے آگئیں اور منہ پر ہاتھ رکھا اور کہا ”ایک بانجھ بڑھیا؟“

قَالُوا كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٧٤﴾

”فرشتوں نے کہا ”محترمہ آپ کے رب نے اسی طرح کہا ہے۔ بیشک وہی حکمت والا، علم والا ہے“ (الذاریات-۲۹-۳۰)

اللہ تعالیٰ کے رسول کا انکار کرنے کیلئے بعض لوگوں کا شکوہ، خواہش اور بہانہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں سے کلام کرتا ہے لیکن ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا، ہمیں رسالت کیوں نہیں دیتا؟ انسان اپنے رویوں میں عجیب ہے۔ انسانی ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں، اصنام کی عبادت کرتے ہیں اور یہ جاننے کے باوجود کہ وہ بولتے نہیں اور نہ بات سنتے ہیں انہیں الہ سمجھتے اور قرار دیتے ہیں۔ اور جب انہیں اللہ واحد کی طرف بلایا جاتا ہے تو یہ مطالبہ کرتے ہیں:

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ

”اور جو لوگ (مشرکین، کتاب کا) علم نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ”اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا

یا ہمارے پاس اس کی (کوئی) آیت کیوں نہیں آتی“

كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ

ان کے قول کے مثل ان سے قبل والے لوگ بھی یہ بات اسی طرح کہتے رہے ہیں۔

تَشَبَّهَتْ قُلُوبُهُمْ

ان کے قلب بھی اُن ماضی کے لوگوں کے قلوب کے مشابہ (نفسیات اور رویہ ایک) ہیں“ (حوالہ البقرة-۱۱۸)

یہ لوگ اللہ کی جانب سے وحی کے طلبگار ہیں

وَإِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللَّهِ

”اور جب ان کے پاس (رسول کے ذریعے کتاب اللہ کی) آیت آتی ہے تو کہتے ہیں ”ہم ہرگز نہیں مانیں گے

جب تک ہمیں اُن کے مثل نہ دیا جائے جیسا اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے“

انہیں متنبہ فرمایا کہ وحی کو دوسروں کو پہنچانے کی ذمہ داری کس کو سونپنی ہے وہ بہتر جانتا ہے

أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۚ

”اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنے منصب رسالت پر کسے فائز کرے“ (حوالہ الانعام-۱۲۴)

مشرکین میں سے ان وحی کے طلبگاروں سے بھی بڑا ظالم کوئی ہے؟ ہاں!

أَوْ قَالَ أُوْحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ

”یا وہ جو کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اُس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں کیا گیا“ (حوالہ سورة الانعام-۹۳)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کے کلام کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے وحی کا نزول صرف اللہ تعالیٰ کے مختص بندوں نبیوں اور رسولوں پر ہوتا ہے اور بعد کے زمان میں دوسرے لوگوں تک صرف کتاب کی صورت میں (بَلَّغَ) پہنچتا ہے۔ اور اُس کتاب کی ہر بات، حدیث، قول شک و شبہ سے بالاتر ہوتا ہے کیونکہ وہ بیان حقیقت ہوتا ہے۔ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ ”یہ ہے وہ کتاب جس میں ریب کوئی نہیں“ (حوالہ البقرة-۲)

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ

”اور اگر تم اس کتاب کے بارے میں کسی تذبذب میں مبتلا ہو جسے ہم نے اپنے بندے (رسول کریم ﷺ) پر وقتاً فوقتاً نازل فرمایا ہے تو جاؤ اس کے مثل ایک سورۃ ہی لے آؤ

وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ

اور اس کام کے لئے سوائے اللہ کے اپنے تمام مددگاروں کو بھی مدعو کرلو“ (حوالہ البقرة-۲۳)

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَأْتُوا الْثَارِثَتَيْنِ وَفُودْهُمَا النَّاسُ وَالْجِجَارَةُ أَعِدْتُ لِلْكَافِرِينَ ۚ

”پھر اگر تم یہ نہ کر سکو اور یقیناً تم نہیں کر سکو گے (کیونکہ کتاب لا ریب تو صرف ایک ہے)

تو بچو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنیں گے۔ اسے تیار کیا گیا ہے انکار کرنے والوں کیلئے“ (البقرة-۲۴)

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان اور دعوے پر ایک پل کیلئے ہم غور و فکر کر لیں تو اندازہ ہوگا کہ اگر (معاذ اللہ) ہم یہ کہیں کہ فلاں فلاں شخص کو بھی اُس ذریعے سے کچھ ملتا ہے جس سے رسولوں کو ملتا تھا تو درحقیقت ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی بات بھی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات کے مثل ہے۔ غور و فکر کے بعد ہم فیصلہ کریں کہ ایسا تصور کرنا اور کہنا کیا اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تکذیب میں شمار نہیں ہوگا؟

لیکن آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کے سنانے پر انسانوں کا ایک گروہ اسے تسلیم کرنے (اطاعت، ماننے) سے انکار اس بنیاد پر کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں ہے بلکہ ان کی اپنی تصنیف ہے، اُن کا اپنا بیان ہے، اُن کی ”حدیث“ یعنی اپنی بات ہے:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ

”کیا وہ کہتے ہیں کہ ”اس نے اسے تصنیف کر لیا ہے“

اور آقائے نامدار علیہ السلام سے لوگوں کو وہی دعوت اور چیلنج دینے کیلئے کہا جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خطاب کر کے خود بھی دیا تا کہ وہ قول رسول کریم ﷺ بھی بن جائے:

قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ

”آپ (ﷺ) کہیں (اگر تمہیں گمان اور تذبذب ہے کہ اسے میں نے تصنیف کیا ہے) تو جاؤ اس کے مثل ایک سورۃ تم بھی لے آؤ

وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور اس کام کیلئے اللہ کے سوا جسے بھی بلا سکتے ہو اسے بلاؤ، اگر تم (اپنے اس قول گمان میں) سچے ہو“ (سورۃ یونس- ۳۸)
لیکن زمان میں جھوٹے دعوے اور محض منہ تخیل سے باتیں بنانے والوں کی کبھی کمی نہیں رہی۔ اس لئے ”اور اس سے بڑا ظالم کون ہے“ میں ایسے شخص کو بھی شامل فرمایا

وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

(اس سے بڑا ظالم کون) ”اور جس نے کہا کہ میں بھی ویسا ہی بیان کر دوں گا جیسا اللہ نے نازل کیا ہے“ (حوالہ الانعام- ۹۳)

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا

”اور جب انہیں ہماری آیتیں سنائی گئیں تو انہوں نے کہا ”ہم نے سن لیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مانند کہہ دیں

إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

کہ یہ تو محض اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں“ (سورۃ الانفال- ۳۱)

کلام اللہ کے اثر کو زائل کرنے کیلئے یہ لوگ اپنے دام فریب میں پھنسے ہوئے لوگوں کے سامنے یہ جھوٹا دعویٰ کرتے تھے۔ یہ محض ان کے منہ کی بات تھی ایسا کر کے دکھاتے نہیں تھے اور اس خیال سے کہ کوئی انہیں دعویٰ پر عمل کر کے دکھانے کا نہ کہہ دے خود ہی یہ بھی پکارتے تھے:

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا

مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ آتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۲﴾

”اور جب انہوں نے کہا ”اے اللہ! اگر یہ (قرآن مجید جو یہ سنار رہے ہیں) تیری طرف سے بیان حقیقت ہے تو

ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا“ (انفال- ۳۲)

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾
 ”مگر اللہ نے اسے مناسب نہیں سمجھا کہ انہیں عذاب دیتا جب آپ (ﷺ) اُن میں موجود تھے
 اور اللہ انہیں عذاب دینے والا نہ تھا جب ان میں وہ لوگ بھی تھے جو بخشش بھی مانگ رہے تھے“ (الانفال-۳۳)

اللہ تعالیٰ سے رسولوں کو کلام اور علم ملتا ہے اور جو کچھ انہوں نے لوگوں سے بیان کیا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ ہوتا ہے۔
 وہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہوتی ہیں۔ اب اگر کوئی شخص کسی کی باتوں کے متعلق یہ کہے کہ اُسے وہیں سے ملی تھیں جہاں سے نبیوں کو ملا تھا تو
 حقیقت میں ان لوگوں کے متعلق کیا وہ یہ نہیں کہہ رہا ”ہم نے سن لیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مانند کہہ دیں“۔ اگر رسولوں اور
 دوسرے لوگوں کا اُن کی کہی ہوئی باتوں کے حوالے سے ذریعہ ایک تصور کر لیا جائے تو پھر ان دونوں کی کہی ہوئی باتوں کو ایک دوسرے کے
 مانند سمجھنے سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بعض لوگوں کی اس روش کا بتانے سے پہلے اہل ایمان کو یہ نصیحت کی ہے:

يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا إِن تَتَّبِعُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ (حوالہ الانفال-۲۹)

”اے مدعیان ایمان! اگر تم اللہ کا ڈر رکھو گے تو وہ تمہیں ممتاز کرے گا اور تم سے تمہاری بدحالیاں دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا“

اہل علم و فکر، دانا و بینا، اہل ایمان کی بنیادی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ ”فرق“ کو دیکھتے ہیں اور اسی بناء پر ”فُرْقَانًا“ ممتاز ہوں گے۔ عربی زبان
 کے مادہ ”ف ر ق“ کے بنیادی معنی سر کی مانگ ہیں جس سے دونوں طرف کے بال الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس
 مادے کے بنیادی معنی ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کرنا اور الگ کر دینا ہیں۔ علیحدہ ہونا، جدا کرنا، فیصلہ کرنا، بات کو واضح طور پر الگ
 الگ کر کے بیان کرنا۔ سر کی مانگ ممتاز ہے، کسوٹی ہے۔ مانگ کے دائیں طرف کے بال کو کوئی بائیں طرف کا بال قرار نہیں دے سکتا اور
 بائیں طرف کے بال کو دائیں طرف کا اور جو ایسا کرے گا اندھا، ضدی، ہٹ دھرم، جاہل، گنوار کہلائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کے کلام کو دوسروں تک پہنچانے کیلئے وحی کا نزول صرف مختص بندوں نبیوں اور رسولوں پر ہوتا ہے اور بعد کے
 زمان میں دوسرے لوگوں تک صرف کتاب کی صورت میں (بَلَّغَ) پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا انداز قابل اعتماد نہیں کیونکہ
 ”قول“ کو تلفظ کیا جاتا ہے یعنی پھینکا جاتا ہے، ڈال دیا جاتا ہے اور اسے اٹھانا، دل و دماغ میں لے جانا دوسرے انسانوں کا اپنا فعل ہے۔
 قول کسی حدیث کو بیان کرتا ہے اور اس کا انداز سینے سے نکال کر زبان اور ہونٹوں کے ذریعے اسے ہوا میں پھینک دینا ہوتا ہے۔ زبان اور
 ہونٹوں سے نکلے ہوئے قول کی حیثیت، سند (credibility, authenticity) اور اعتبار کرنے اور اسے ماننے کے حوالے سے پیمانہ
 کیا ہے؟

أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾

”کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟“ اور خارج از کتاب بات کے متعلق فرمایا

سَلِّمُوا إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾

”ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس بات کا ضامن بنتا ہے؟“ (القلم۔ ۳۷، ۴۰)

خارج از کتاب بات (حدیث/قول) کیلئے کوئی ضامن بننے کو تیار نہیں ہوتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے لوگوں سے یہی فرمایا کہ وہ ان کی اطاعت کریں، ان کی اُس بات کو مانیں جو انہیں کتاب میں سے وحی کی گئی ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ﴿٨٠﴾

”جس نے رسول (کریم ﷺ) کی بات مانی (اطاعت) تو اس نے یقیناً اللہ کی بات مانی (اطاعت)۔

اور جس نے منہ پھیر لیا تو بہر حال ہم نے آپ (ﷺ) کو ان لوگوں پر بطور نگہبان تو بھیجا نہیں“ (النساء۔ ۸۰)

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا أَنْتَ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾

’اور اگر اللہ روکنا چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے مگر ہم نے آپ (ﷺ) کو ان پر نگہبان نہیں بنایا اور نہ آپ ان کے ذمہ دار ہیں‘ (الانعام۔ ۱۰۷)

إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ

وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿٤١﴾

”ہم نے آپ (ﷺ) پر لوگوں کیلئے کتاب کو نازل فرمایا ہے سچائی اور حقیقت (اپنے غیر محدود علم) کے ساتھ۔ اس لئے اب جو (اس

میں بتائی گئی صحیح) راہ پر چلا سو اپنی ذات ہی کیلئے چلے گا۔ اور جو غافل رہا وہ صرف اپنے خلاف ہی بھٹکے گا۔

اور آپ (ﷺ) ان پر نگران اور ذمہ دار نہیں“ (الزمر۔ ۴۱)

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ اللَّهُ حَفِيظُهُمْ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿٦١﴾

”اور جن لوگوں نے اس کے علاوہ اولیاء اختیار کر رکھے ہیں اللہ ان کا نگران ہے، مگر آپ (ﷺ) ان کے ذمہ دار نہیں ہیں“ (الشوریٰ۔ ۶۱)

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ

(اپنے رب کی بات کا جواب دو، تسلیم کرو) ”پھر اگر وہ کنارہ کر جاتے ہیں تو ہم نے آپ (ﷺ) کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا۔

إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۖ“ (حوالہ اشوریٰ۔ ۴۸)

اللہ تعالیٰ نے آقائے نامدار، رسول کریم ﷺ سے فرمایا کہ ان کی ذمہ داری (بوجھ) لوگوں تک کتاب کو (بذریعہ قول و تحریر) پہنچانا ہے اور

لوگوں کے جواب اور رد عمل اور روش کو دیکھنے کیلئے بطور نگہبان (حَفِیْظًا) اور وکیل یعنی نگران، ذمہ دار نہیں ہیں۔ اور آقائے نامدار ﷺ نے اپنے سامنے موجود لوگوں اور تمام انسانیت کو اپنے متعلق یوں واشگاف الفاظ میں واضح کر دیا ہوا ہے:

وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٦﴾

”مگر آپ (ﷺ) کی قوم نے اسے جھٹلادیا ہے حالانکہ وہ بیانِ حقیقت ہے۔ آپ کہہ دیں ”میں تمہارا ذمہ دار (وکیل) نہیں۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ مُّسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٧﴾

ہر خبر (کے وقوع پذیر ہونے) کا ایک وقت ہے اور تم جلدی جان لو گے“ (الانعام۔ ۶۶-۶۷)

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَٰ فَعَلَيْهَا ۚ

(آپ ﷺ فرمائیں) ”بیشک تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھول دینے والا (قرآن مجید) آگیا ہے،

اب جو دیکھتا ہے وہ اس کے اپنے لئے ہے اور جو اندھا رہا اس کا وبال اسی پر ہوگا

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِیْظٍ ۝

اور میں تمہارا کچھ نگہبان نہیں“ (الانعام۔ ۱۰۴)

قُلْ يَتَّيْنَهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي

لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾

آپ (ﷺ) کہہ دیں ”اے لوگو! تمہارے رب کی جانب سے بیانِ حقیقت آگیا ہے، اب جو راہ پر چلا تو وہ اپنے لئے چلے گا،

اور جو اس سے غافل رہا تو وہ اپنے خلاف ہی بھٹکے گا اور میں تمہارا کچھ ذمہ دار (وکیل) نہیں“ (یونس۔ ۱۰۸)

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں پر اپنی آیات، کتاب محض اُن کی اپنی ذات کیلئے وحی نہیں فرماتے بلکہ لوگوں کی رہنمائی، ہدایت کیلئے کتاب ہوتی ہے

وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ ءَايَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ

”اور ہم نے تم لوگوں پر واضح آیتیں نازل کر دی ہیں“ (حوالہ النور۔ ۳۴)

یہاں خطاب تمام انسانوں سے ہے۔ کتاب تمام انسانوں کیلئے ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (حوالہ النحل۔ ۴۴)

”اور آپ (ﷺ) کی طرف یہ ذکر اتارا ہے تاکہ لوگوں پر واضح کر دیں جو اُن کیلئے نازل کیا گیا ہے، اور شاید وہ اس پر تفکر کریں“

اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے اپنے نبیوں اور رسولوں کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے ”الذکر“ یعنی کتاب دیتے ہیں جس کے ذریعے لوگوں کو وہ اُسے ماننے اور اُس پر عمل پیرا ہونے پر بہترین فلاح والے انجام کی خوشخبری دیتے اور غفلت سے ایسے لوگوں کو بیدار اور خبردار کرتے تھے جنہیں زمان میں من گھڑت اور اختراع کی روایتوں نے اپنے حصار کے شکنجے میں گس کر اس قدر ڈھنڈی اور فکری جمود کا شکار کیا ہوتا تھا جیسے اُن مردوں کی مانند ہوں جو سننے اور دیکھنے کی صلاحیت موقوف رہاؤف ہو جانے پر عقل کے استعمال پر قادر نہیں رہتے۔ ”بَعَثَ“ کے معنی اور مفہوم بھی یہی ہے کہ اُس رکاوٹ کو دور کر دینا جو ارادہ و اختیار میں حائل ہو کر انسان کو مردوں کی صف میں لاکھڑا کرتی ہے۔ اس کے معنی پرانی والی اصلی حالت کو بحال **REVIVE** کرنا ہیں۔

فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (حوالہ البقرة-۲۱۳)
 ”پھر اللہ نے نبیوں کو خوشخبری دینے اور خبردار کرنے کیلئے مبعوث فرمایا اور ان تمام کے ساتھ کتاب کو نازل کیا حقیقت بیان کرتے ہوئے“

مَعَهُمُ (ان نبیوں کے ساتھ) سے واضح ہے کہ کوئی ایک نبی بھی ایسے نہیں جن کے ساتھ کتاب نازل نہ ہوئی ہو۔ تمام کے تمام نبیوں کے ساتھ کتاب نازل ہوئی۔ نبی اور رسول میں فرق نہیں ہوتا

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ

”اور ہم نے رسولوں کو نہیں بھیجا سوائے مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ کے طور پر“ (حوالہ الانعام-۴۸، الکہف-۵۶)

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ

”ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا اور ہم نے ان سب کے ساتھ کتاب کو نازل کیا“ (حوالہ الحدید-۲۵)

اللہ تعالیٰ صرف اپنے چنے ہوئے مختص بندوں یعنی نبیوں کو بذریعہ وحی کتاب عطا فرماتا تھا جنہیں وقت و زمان کے اُس مقام پر فرائض رسالت تفویض کئے جاتے تھے جب وہ بھرپور جوان مرد بن چکے ہوتے تھے۔ نبی اور رسول میں فرق نہیں نبی اور رسول ایک ہی ہستی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا مختص کیا ہوا بندہ یعنی نبی اپنی پیدائش سے لے کر اُس وقت تک صرف نبی کہلاتا ہے جب تک بھرپور جوان مرد بننے پر انہیں رسالت کے فرائض سونپ نہیں دیئے جاتے۔ اور بھرپور جوان ہونے پر فرائض رسالت سونپ کر لوگوں کیلئے مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ کے طور پر بھیجے جانے پر دَسُولًا نَبِيًّا کہلاتے ہیں کیونکہ رسول بننے سے قبل نبی ہیں۔

أَوْعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ (حوالہ الاعراف-۶۳)

اَوْعَجِبْتُمْ اَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ
”مگر تم حیران ہوتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کے ذریعے سے نصیحت آئی ہے

تاکہ تمہیں خبردار کرے“ (حوالہ الاعراف-۶۹)

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا
أَنْ لَهُمْ قَدَمٌ صَدَقَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَذَا لَسَجْرٌ مُّبِينٌ ﴿٢﴾

”کیا لوگوں کیلئے باعث حیرانی ہے کہ ہم نے اُن ہی میں سے ایک مرد کی طرف وحی کی ہے کہ لوگوں کو خبردار کریں اور ایمان والوں کو خوشخبری دیں کہ اُن کیلئے اُن کے رب کے پاس عمدہ مقام ہے۔ کافر کہتے ہیں ”یہ تو صریح جھوٹ ہے“ (یونس-۲)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ

”اور آپ (ﷺ) سے قبل بھی ہم نے بستیوں کے رہنے والوں میں مردوں کو ہی بھیجا جنہیں ہم وحی کرتے تھے“ (حوالہ یوسف-۱۰۹)

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣﴾
وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِي إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥﴾

”اور آپ (ﷺ) سے قبل بھی ہم نے مردوں ہی کو جنہیں ہم وحی کرتے تھے (واضح دلائل اور صحیفوں کے ساتھ) بھیجا۔

اے لوگو! اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے“ (الغل-۴۳: الانبیاء-۷)

کسی بھی بشر کو رَجُلٍ صرف اس وقت کہا جاتا ہے جب عنقوان شباب سے نکل کر بھرپور جوانی کی عمر میں پہنچ کر وہ مکمل مرد بن چکا ہوتا ہے۔ اور پیدائش سے رسول بننے کی اس عمر تک پہنچنے تک اللہ تعالیٰ کا مختص بندہ نبی ہوتا ہے اور بھرپور بلوغت میں رَسُولًا نَّبِيًّا۔

نبی اور رسول کو وحی کے ذریعے ماضی اور مستقبل کی خبریں اور معاملات کو سنبھالنے اور انجام دینے کیلئے اطلاعات و ہدایات دی جاتی ہیں:

ذَٰلِكَ مِنْ أُنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ (حوالہ آل عمران-۴۴، یوسف-۱۰۲)

”یہ غیب (بیتے زمانے) کی کچھ خبروں میں سے ہے جو (اے رسول کریم) ہم آپ (ﷺ) کی طرف وحی کر رہے ہیں“

ذَٰلِكَ مِنْ أُنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا

”یہ غیب (بیتے زمانے) کی کچھ خبروں میں سے ہے جو (اے رسول کریم) ہم آپ (ﷺ) کی طرف وحی کر رہے ہیں

اس سے قبل آپ انہیں نہیں جانتے تھے اور نہ ہی آپ کی قوم انہیں جانتی تھی“ (حوالہ ہود-۳۹)

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کی جانب وحی فرمائی

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ

”(اے رسول کریم) ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی بھیجی ہے جس طرح نوح (علیہ السلام)

اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کرام (علیہم السلام) کی طرف بھیجی تھی۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ

اور جیسے ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب کو وحی کی۔

وَعِيسَى وَيُوسُفَ وَهَارُونَ وَشَلِيمُونَ وَعَاقِبَتُنَا دَاوُدَ زَبُورًا (حوالہ النساء-۱۶۳)

اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف وحی بھیجی۔ اور ہم نے داود (علیہ السلام) کو (کتاب) زبور عطا کی

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ (الاعراف-۱۱۷)

”اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا ڈال دے۔ پھر لو! جو جھوٹ انہوں نے بنایا تھا اسے وہ نکلنے لگا“

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى إِذِ اسْتَسْقَىٰ قَوْمَهُ أَنْ أَضْرِبَ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ﴿١٦٠﴾ (حوالہ الاعراف-۱۶۰)

”اور جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے انہیں اپنے عصا سے ایک مخصوص پتھر کو سرکانے کیلئے وحی کی“

وحی اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی اور رسول سے رابطہ قائم کرنا ہے جس میں انہیں ان کی اپنی ذات کیلئے اور لوگوں تک پہنچانے والی بات کہتا ہے

وَإِذِ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ ﴿١٦٠﴾

”اور جب قوم کیلئے موسیٰ علیہ السلام نے پانی مانگا تو ہم نے انہیں اپنے عصا سے ایک مخصوص پتھر کو سرکانے کیلئے کہا“ (حوالہ البقرة-۶۰)

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّعَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا

”اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ ”تم دونوں اپنی قوم کیلئے مصر میں موافق و سازگار گھروں کی نشاندہی

وَأَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

اور اپنے ان گھروں کو تم قِبْلَہ مقرر کرلو۔ اور نماز قائم کریں“ (حوالہ یونس-۸۷)

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَن
 قَدْ ءَامَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَأَصْنَعِ الْفُلَكَ
 بِأَعْيُنِنَا وَوَحِّينَا وَلَا تَخْطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُّغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾

”اور نوح (علیہ السلام) کی طرف وحی کی گئی کہ ”تیری قوم میں سے سوائے ان کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی ایمان نہ لائے گا۔ سو جو وہ
 کچھ وہ کرتے ہیں اس پر افسوس نہ کر۔ اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا، اور ظالموں کے بارے میں مجھے
 مخاطب نہ کرنا۔ وہ غرق ہونے والے ہیں“ (ہود۔ ۳۶-۳۷)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ فِي مِلَّتِنَا۔

”اور انکار کرنے والے سرداروں نے ان کے رسولوں کے متعلق لوگوں سے کہا ”ہم تم لوگوں کو اپنے ملک سے نکال کر رہیں گے۔
 یا تم لوگ ہمارے طریقے پر لوٹ آؤ“

فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۝

اس لئے اُن رسولوں پر ان کے رب نے وحی کی کہ ”ہم ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے
 وَلَنُصْكَيَنَّكُمْ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ

اور ان کے بعد تمہیں زمین میں آباد کریں گے“ (حوالہ سورۃ ابراہیم۔ ۱۳-۱۴)

وَأَنَا آخِزُّكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾

(موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی) ”اور میں نے تجھے چن لیا ہے۔ اس لئے غور سے سن جو تجھے وحی کیا جاتا ہے“ (طہ۔ ۱۳)

نبیوں اور رسولوں کو بھیجے جانے والی وحی ایسا رابطہ نہیں جو تیز اشارے اور تیزی سے حرکت کرتے ہوئے پروں جیسی
 جھنجھناہٹ ہو بلکہ آواز اور الفاظ پر مشتمل رابطہ ہے۔ منہ سے بولی جانے والی دنیا کی کوئی بھی زبان ہمیشہ آواز اور
 الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ وحی کے متعلق واضح فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ

”اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا سوائے اس قوم کی زبان میں پیغام دے کر تاکہ اُن لوگوں کیلئے (حکم) متعین اور واضح ہو“

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٣٩﴾

(موسیٰ اور ہارون علیہ السلام نے کہا) ”ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس پر آئے گا جس نے جھٹلایا اور منہ موڑ لیا“ (طہ۔ ۴۸)

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاصْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ
يَبْسًا لَا تَخَفْ دَرَكًا وَلَا تَخْشَى ۖ ﴿٧٧﴾

”اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چل، اور ان کیلئے سمندر میں خشک راستہ نمایاں کر، ن
تعاقب کئے جانے سے خوف زدہ ہونا اور نہ کوئی اور اندیشہ رکھنا۔“ (ط۔ ۷۷)

وَجَعَلْنَاهُمْ أَيْمَةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ
وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عَبِيدِينَ ﴿٧٨﴾

”اور ہم نے انہیں (ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، ہارون علیہم السلام) امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق راہنمائی کرتے اور
ہم نے ان کی طرف بھلائی کے کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی، اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے“ (الانبیاء۔ ۷۸)

فَلَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعْ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحَيْنَا

”اس لئے ہم نے نوحؑ کی طرف وحی کی کہ ”ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا“ (حوالہ المومنون۔ ۲۷)

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ﴿٥٢﴾

”اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چل، تم لوگوں کا تعاقب کیا جائے گا“ (الشعراء۔ ۵۲)

حَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَضْرِبَ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ

”اس لئے ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی سمندر پر مار۔ چنانچہ وہ پھٹ گیا اور ہر گٹھا بڑے پہاڑ کی طرح تھا“ (الشعراء۔ ۶۳)

اور آئیں اب اُن آیات مبارکہ کو دیکھتے ہیں جن میں خاتم النبیین آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کو وحی بھیجنے کا ذکر ہے:

وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ هَٰذَا الْقُرْآنِ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ

”اور مجھ پر وحی کیا گیا ہے یہ قرآن مجید تاکہ اس کے ساتھ میں اپنے سامنے موجود تم لوگوں کو خبردار کروں

اور اُن (اپنے سامنے غیر موجود) بعد کی نسلوں کے (لوگوں کو بھی اس کے ساتھ خبردار کروں جنہیں یہ قرآن مجید پہنچا“ (حوالہ الانعام۔ ۱۹)

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٣﴾

”شاید آپ کا سینہ اس سبب سے پریشانی، فکر محسوس کرے کہ (آسودہ حال ہونے پر انسان) اس میں سے بعض کو چھوڑ دے گا جو آپ (ﷺ) کی طرف وحی کیا جاتا ہے اور اس لئے بھی کہ (آسودہ حال لوگ) یہ نہ کہہ دیں ”کیوں ان پر کوئی خزانہ نہیں اترتا، یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آیا؟“۔ (اس بات سے آپ کیوں فکر مند ہوں؟)

بیشک آپ (ﷺ) تو سوائے اس کے (ذمہ دار) نہیں کہ خبردار کرنے والے ہیں، اور اللہ ہی ہر شے پر نگران ہے“ (ہود-۱۲)

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ

”ہم آپ (ﷺ) کو ایک بہترین قصہ سناتے ہیں اس قرآن مجید میں جو ہم نے آپ (ﷺ) پر وحی کیا ہے

وَإِن كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ۝

اور اس سے قبل آپ ان میں سے تھے جو اس قصے کے بارے میں (حقائق) نہیں جانتے تھے“ (سورۃ یوسف-۳)

كَذَٰلِكَ أَوْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِآ أُمَمٌ لِّيَتَلَوُوا عَلَيْهِنَّ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

”اسی طرح ہم نے آپ کو ایک امت میں بھیجا ہے جس میں سے کئی نسلیں پہلے گزر چکی ہیں تاکہ اُن کو وہ پڑھ کر سنائیں

جو ایک (قرآن مجید) ہم نے آپ پر وحی کیا ہے“ (حوالہ الرعد-۳۰)

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَن اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

”بعد ازاں ہم نے آپ (ﷺ) کو وحی کیا ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) کیسو کے طریقے کی اتباع کریں“ (حوالہ النحل-۱۲۳)

ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

”یہ دانائی کی وہ باتیں ہیں جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کی ہیں“ (حوالہ الاسراء-۳۹)

وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُوكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرًا

”اور (اے رسول کریم ﷺ!) اُن کا ارادہ آپ کو آزمانے کا تھا اُس ایک (قرآن مجید) کے متعلق جو ہم نے آپ (ﷺ) کو وحی کیا ہے

(جب انہوں نے کہا) کہ آپ کچھ اختراع کر لیں جو اس قرآن سے غیر (علاوہ) ہو۔

وَإِذَا لَاتُخَذُوكَ خَلِيلًا

اور اگر آپ (ﷺ) نے ان کی خواہش مان لی ہوتی تو انہوں نے آپ کو دوست بنا لیا ہوتا“ (الاسراء-۷۳)

كَادُوا- جمع مذکر غائب۔ قریب تھے، جو کسی شے کے قریب ہوتا ہے وہ اس کا ارادہ کہلاتا ہے۔ ”هَمَّتْ“ کے معنی بھی ارادہ کر لینا ہیں۔

وَلَوْ لَا أَن تَبْتَئَنَكَ لَقَدْ كَدَّتْ تَرَكْنِ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾

”اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو (یہ ارادہ کرنے والوں کا خیال / نقطہ نظر تھا) شاید کہ ان کی طرف معمولی جھکاؤ کی کوئی تدبیر کرتا“ (الاسراء-۷۴)۔ لوگوں کی اس حرکت کے متعلق پہلے یوں بتایا ہے

وَإِذَا تَثَلَّى عَلَيْهِمْ عَايَاتُنَا بَيِّنَاتٍ

”اور جب انہیں ہماری واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں

قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا أَنتِ بِقُرْءَانٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلُهُ

تو وہ لوگ جو ہمیں ملنے کی توقع نہیں رکھتے کہتے ہیں ”اس قرآن کے غیر (علاوہ) کوئی قرآن لے آئیں یا اس قرآن کو بدل دیں۔“ اور آئیں اپنے آقا، آقائے نامدار ﷺ کے فرمان کو سنیں کہ بصر اور بصیرت وہ نہیں ہوتی جسے اپنے عقل و فہم سے ہم صحیح سمجھتے ہیں

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَائِي نَفْسِي ﴿١٥﴾ (حوالہ یونس-۱۵)

”آپ ﷺ جواب میں فرمائیں ”مجھے روانہ نہیں کہ میں اپنی بصیرت و ادراک (perception) سے قرآن کو بدل دوں“

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ

آپ ﷺ فرمائیں ”میں تم جیسا بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے، تمہارا معبود معبود واحد ہے“ (حوالہ الکہف-۱۱۰، فصلت-۶)

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْءَانِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا

”اور آپ ﷺ قرآن (مجید کو پڑھ لینے) میں جلدی نہ کریں اس سے قبل کہ آپ پر وحی پوری نہ کر دی جائے

اور کہیں ”میرے رب! میرا علم زیادہ کر“ (حوالہ طہ-۱۱۳)

قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ

”آپ ﷺ کہہ دیں ”میں تو تم لوگوں کو وحی کے ذریعے سے ہی خبردار کرتا ہوں“ (حوالہ الانبیاء-۴۵)

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ إِلَهُ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ (الانبیاء-۱۰۸)

”آپ ﷺ فرمائیں ”میری طرف تو بس یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا الہ صرف واحد الہ ہے، تو کیا تم مسلم بنو گے؟“

قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ رَبِّي

”آپ ﷺ کہیں ”اگر (معاذ اللہ) میں بھٹکا ہوا ہوں تو میں اپنے خلاف ہی بھٹکا ہوں۔“

اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو اس سبب سے ہوں جو میرے رب نے میری طرف وحی (قرآن مجید) کیا ہے“ (حوالہ سباء-۵۰)

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

”اور کتاب میں سے ایک (قرآن مجید) ہم نے آپ (ﷺ) کی جانب وحی کیا ہے وہ (قرآن مجید) بیانِ حقیقت ہے، اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے قبل نازل کیا گیا تھا (اس کے سامنے ہے)“ (حوالہ فاطر-۳۱)

إِنْ يُوحَىٰ إِلَىٰ إِلَّا أَنْتُمْ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾

”کہ مجھے تو صرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ میں فقط ایک دو ٹوک خبردار کرنے والا ہوں“ (ص-۷۰)

كَذَلِكَ يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾

”اس طرح آپ (ﷺ) کی طرف وحی کرتا ہے جس طرح غالب و دانا اللہ نے آپ سے قبل لوگوں کی طرف وحی کیا تھا“ (الشوریٰ-۳)

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا

”اور اس طرح ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف وحی کیا ہے عربی زبان میں قرآن (مجید)

تاکہ آپ مادرشہر (مکہ مکرمہ) اور اسکے گرد والوں کو خبردار کریں“ (حوالہ الشوریٰ-۷)

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا

”اور اسی طرح (رسول کے ذریعے اور افقِ اعلیٰ سے اوپر قہر بتوں کے مقام پر خود)

ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف اپنے امر کی روح (قرآن مجید) وحی کیا ہے۔

مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ

آپ (ﷺ) اس کوشش میں نہیں تھے کہ (نزول) کتاب اور اس پر ایمان لانا کیا ہے“ (حوالہ الشوریٰ-۵۲)

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾ (النجم-۳-۴)

”اور نہ وہ اپنی خواہش (تخیل) سے لوگوں سے بات کرتے ہیں بیشک یہ (بات جو وہ بیان کر رہے ہیں) ایک وحی ہے جو کی جاتی ہے“

فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿٦٠﴾

”اس لئے (افقِ اعلیٰ سے اوپر قہر بتوں کے مقام پر خود) اُس نے اپنے بندے کو وہ وحی کیا جو اُس نے بتایا“ (النجم-۱۰)

قُلْ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْءَانًا عَجَبًا ﴿١﴾

”آپ (ﷺ) بتائیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے سنا تو (اپنی قوم کو) کہا ”ہم نے دلپسند قرآن سنا ہے

يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴿٢﴾ (الحج-۲۱)

وہ راست روی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

آقائے نامدار رسول کریم ﷺ پر وحی کرنے کا ذکر کرنے والی تمام آیات مبارکہ میں ہم نے دیکھا کہ یہ وحی وہ ہے جس میں آپ ﷺ پر قرآن مجید نازل فرمایا گیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کی اس خواہش کو بھی پذیرائی عطا نہیں فرمائی کہ زبان مبارک سے کوئی ایسی بات (حدیث) انہیں بتائیں جو اس وحی کئے گئے قرآن مجید کے علاوہ یعنی اُس کے غیر ہو۔ غیر قرآن بات وہ ہوگی جو قرآن مجید میں درج نہیں ہے۔ اور اگر بعض لوگوں کی تخلیق کردہ اصطلاح ”غیر متلووحی“ استعمال کریں تو پھر غیر قرآن بات کا مطالبہ اور خواہش کرنے والوں کی اس خواہش میں ”غیر متلووحی“ بھی شامل ہے کیونکہ اس اصطلاح کے موجد بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ ”وحی“ وہ ہے جو قرآن مجید سے غیر یعنی ماوراء اور الگ ہے۔ قرآن مجید میں بیان کردہ آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کے لوگوں کو سنائے اور بتائے ہوئے قول مبارک سے بھی غیر مبہم انداز میں واضح ہے کہ بعض لوگوں کی اختراع کردہ اصطلاح ”غیر متلووحی“ ان کے اپنے ذہن کا تخیل ہے:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ

”آپ (ﷺ) بتائیں ”میں اُس میں نہیں پاتا جو قرآن مجھے وحی کیا گیا ہے کہ کسی کھانے والے پر وہ چیز حرام ہے جو وہ کھاتا ہے

إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ

سوائے یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو کہ وہ رِجْس ہے،

أَوْ فِسْقًا أَهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

یا وہ جانور جس پر (تمام انسانوں کو دیئے گئے حکم کی) نافرمانی کرتے ہوئے ذبح کرتے ہوئے غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو (حوالہ الانعام ۱۳۵) رسول کریم ﷺ سے کہلوائے گئے الفاظ پر غور کرنے کی اہمیت ہے۔ آقائے نامدار ﷺ کا فرمان تمام کی تمام کی گئی وحی یعنی قرآن مجید کے حوالے سے ہے۔ ”أَوْ حَيٍّ“ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ قرآن مجید کیلئے ہمیشہ واحد مذکر غائب کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ الدَّم یعنی خون کو (حوالہ البقرة ۳۱، المائدہ ۳ اور النحل کی آیت ۱۱۵) حرام قرار دیا گیا لیکن آقائے نامدار ﷺ کے قول میں وضاحت کردی گئی کہ بہتا ہوا خون دَمًا مَسْفُوحًا حرام ہے۔ زمانہ جاہلیت کے عرب بلکہ اب بھی افریقہ (اور فرانس) میں بھی خون پینے کے

شواہد ہیں۔ اُن تینوں آیات میں حرام کرنے کی وجہ نہیں بتائی گئی لیکن سورۃ الانعام کی آیت میں رسول کریم ﷺ سے کہلوایا گیا کہ مردار (گردن مروڑا ہوا، چوٹ لگنے سے مرا ہوا، گر کر مرا ہوا، اور جسے درندوں نے کھایا ہو، یہ سب بھی مردار ہی ہوتے ہیں) بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت **رِجْسٌ** ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ ”رجس“ کے بنیادی معنی اختلاط اور التباس کے ہیں۔ گندگی، غلاظت کو بھی رجس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لتھڑا اور چپک جاتی ہے۔ اس سے غیر مبہم انداز میں واضح ہو جاتا ہے کہ آقائے نامدار رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو وہی احکامات سنائے اور بتائے ہیں جو اللہ نے قرآن مجید میں انہیں وحی کئے ہیں۔

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ

”میں تو صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے“ (حوالہ الانعام۔ ۵۰، یونس۔ ۱۵، الاحقاف۔ ۹)

أَتَّبِعُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

”آپ (ﷺ) اُس کی اتباع کریں جو آپ کے رب کی جانب سے وحی کیا گیا ہے“ (حوالہ الانعام۔ ۱۰۶)

قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي

”آپ (ﷺ) کہیں ”میں تو صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے“

هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

یہ تم لوگوں کے رب کی طرف سے بصیرت افروز پیغام ہے اور ماننے والے لوگوں کیلئے ہادی اور رحمت ہے“ (حوالہ الاعراف۔ ۲۰۳)

وَأَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ

”اور آپ (ﷺ) اس کی اتباع کریں جو آپ کی طرف وحی کیا جاتا ہے“ (حوالہ یونس۔ ۱۰۹)

وَأَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ

”اور (اے رسول کریم ﷺ!) جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے تیرے رب کی کتاب میں اسے (من وعن ہر ایک کو) سنا دیں“

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ

”آپ (ﷺ) اُس میں سے لوگوں کو سنائیں جو کتاب میں آپ پر وحی کیا گیا ہے“ (حوالہ العنکبوت۔ ۴۵)

وَأَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

”اور آپ (ﷺ) اس کی اتباع کریں جو آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف وحی کیا جاتا ہے“ (حوالہ الاحزاب۔ ۲)

اور آقائے نامدار رسول کریم ﷺ نے سیدھے سادے الفاظ میں واضح فرمادیا کہ اُن پر نازل کردہ وحی کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

وَأَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ

(آپ ﷺ نے فرمایا) ”اور (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ) میں قرآن (مجید) سناؤں“ (حوالہ النمل-۹۲)
اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں آپ ﷺ نے اسی قرآن مجید کو تمام کراس سے اپنے سامنے موجود نسل اور بعد کی نسلوں کو نصیحت فرمائی
فَأَمْتَمِسْكَ بِالذِّئِ لَوْجِي إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ (الزخرف-۴۳)

”اس لئے آپ (ﷺ) اُس ایک قرآن مجید کے پابند رہیں جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے، یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں

وَيُنْذِرُ لَذِكْرٍ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿٤٤﴾

اور قرآن مجید آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے ایک یاد دہانی ہے اور اے لوگو! تم سے عنقریب پوچھا جائے گا“ (الزخرف-۴۳-۴۴)
آقائے نامدار ﷺ نے اپنے سامنے غیر موجود ہم لوگوں پر واضح فرمادیا ہے کہ ہم نے قرآن مجید سے خبردار ہونا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بتایا
وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآلِ كِتَابٍ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِذَا لَمْ يَجِدُوا أَجْرًا مُّصْلِحِينَ ﴿٤٥﴾ (حوالہ الاعراف-۴۵)

”اور وہ لوگ جو کتاب کے پابند ہیں اور وہ نماز پر قائم رہے، ایسے اصلاح کرنے والوں کا اجر ہم یقیناً طالع نہیں کرتے“

”يُؤْمِنُونَ“ جمع مذکر غائب مضارع۔ مادہ ”م س ک“۔ ”الْمَسْك“ کے معنی کھال ہیں جس میں گوشت اور ہڈیاں بند یعنی پابند رہتی ہیں اور کھال رچڑے سے مشک بنائی جاتی ہے جس میں پانی کو روکا / پابند کیا جاتا ہے۔ کسی چیز کو پکڑ لینا، پکڑ کر رکھنا۔ اور ان معنی کا مفہوم نتیجہ یہ ہے کہ جس شے کو روکا، پکڑا اور پکڑ کر رکھا گیا ہے وہ شے اُس مقام پر پابند ہو کر اس کی حدود کے اندر محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ کتاب کے ساتھ ”يُؤْمِنُونَ“ کے معنی اور مفہوم صرف اور صرف کتاب میں بیان کردہ کی پابندی کرنا، اس کی حدود کے اندر اپنے آپ کو مقید کرنا ہے۔ کتاب کے ساتھ ”يُؤْمِنُونَ“ کا نتیجہ معاملات کا بہترین انداز میں سلجھ جانا ہے کہ اس سے فریقین میں سے کسی کی ہار اور جیت کا تصور نہیں ابھرتا اور باہمی اتحاد متاثر نہیں ہوتا۔ لوگوں کی باتیں تو ایک طرف صاحب امر کی بھی کسی بات کے متعلق اختلاف رائے موجود ہو تو معاملے کو سلجھانے کا بہترین انداز یہ ہے کہ اُس بات کیلئے رہنمائی کتاب سے لی جائے اور اسے حرف آخر مانا جائے

فَإِنْ تَنَزَّعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

”پھر ان (صاحب اقتدار) کی بات کے سبب اگر تم لوگوں میں کسی بات میں باہمی تنازعہ ہو گیا ہے

تو اس معاملے کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بہترین ہے“ (النساء-۵۹)

کسی معاشرے میں انسانوں کے مابین یگانگت، باہمی بھائی چارہ، اتفاق اور اضطراب سے منزہ فضا کبھی قائم ہو ہی نہیں سکتی اگر وہ معاشرہ اور قوم نسل ایک کتاب کے ساتھ ”يُؤْمِنُونَ“ نہیں ہے۔ ایک کتاب کے ساتھ ”يُؤْمِنُونَ“ نہ ہونے والے لوگ رقوم نسل کیلئے دنیا میں باوقار مقام کو پانا تو درکنار انہیں اپنے آپ کو منوانا بھی ممکن نہیں ہوتا۔

آج دنیا میں مسلم امہ کا جو وقار اور مقام ہے اس کے متعلق کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ اور ہم پاکستانیوں کے تو ڈھنگ ہی نرالے ہیں، ہم نازل کردہ کتاب کے ساتھ **فُتِمِیْکُونُ** ہیں اور نہ اس کتاب کے ساتھ جسے ہم آئین پاکستان کہتے ہیں۔ اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا ”جینا اور مرنا رب العالمین کیلئے ہے“ اپنے آپ کو کتاب کا پابند رکھا

قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي (حوالہ الاعراف-۲۰۳)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم“ فرمائیں ”میں صرف اس کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے میری جانب وحی کیا جاتا ہے“ پہلے منظم معاشرے سے آج تک زمانے میں ریت و رواج ہے کہ بعض تعلیم یافتہ/سیانے/مدبر/صاحب علم تسلیم کئے جانے والے لوگ غیر کتاب باتیں اختراع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کو ماننے والے معاشرے کے عام لوگوں کی نگاہوں میں انہیں مستند وزن دار اور ”مصدقہ“ ظاہر کرنے کیلئے ماضی کے بڑے ناموں یہاں تک کہ رسولوں سے منسوب کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں بھی لوگوں نے اپنے سامنے تلاوت (مقلو) کئے جانے والے قرآن مجید کے غیر، علاوہ باتیں سنانے کا مطالبہ کیا۔ زمان و مکان میں لوگوں کو ہمیشہ غیر کتاب باتوں کو سننے سنانے کا شوق رہا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کسی طرح سے فرار کی راہیں نکالی جائیں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ انہوں نے اپنے حوالے سے اس امکان کا بھی سد باب فرمادیا۔

قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ”ان سے پوچھو کس کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے؟“

قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ آپ کہیں ”اللہ کی گواہی سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان گواہ ہے

وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأَذِّنَ بِكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ

اور مجھ پر وحی کیا گیا ہے یہ قرآن مجید تاکہ اس کے ساتھ میں اپنے سامنے موجود تم لوگوں کو خبردار کروں

اور ان (اپنے سامنے غیر موجود بعد کی نسلوں کے) لوگوں کو بھی اس کے ساتھ خبردار کروں جنہیں یہ قرآن مجید پہنچا“ (حوالہ الانعام-۱۹) ”کُم“ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ اس میں ہر وہ شخص شامل ہے جس نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید براہ راست سنا اور بعد کے زمان و مکان کی وہ تمام امتیں، نسلیں، لوگ جن کے ہاتھوں میں یہ قرآن مجید پہنچا تھا رہے اور انہوں نے اسے سنا۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہوئے ہمیں واضح کر دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن مجید کے ذریعے خبردار کرنے کے ذمہ دار ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمان میں ہم لوگوں پر نگران اور وکیل نہیں ہیں۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کو دوام اور ثبات ہے کہ زمان کی گزرگاہ میں اس کی حفاظت کرنے والے مؤرخ اور تاریخ دان نہیں بلکہ وہ ہے جس نے کبھی مرنا نہیں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبان مبارک سے ادا ہوئے الفاظ میں یہ قول مبارک ان گنت

انسانوں سے تو اتر سے ہوتا ہوا آپ اور مجھ تک پہنچا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے سامنے موجود لوگوں کی خواہش، مطالبے اور اصرار کے باوجود قرآن مجید کے علاوہ کوئی بات کہنے، سنانے اور بتانے سے دو ٹوک انکار کر دیا تھا اور تحریر میں اپنا یہ حکم مجھے بھیج دیا کہ آپ ﷺ مجھے اس قرآن مجید کے ذریعے غفلت سے بیدار اور خبردار فرما رہے ہیں۔ زمان کی گزرگاہ میں رہنمائی کا فریضہ صرف اور صرف کتاب ادا کر سکتی ہے کیونکہ ماضی سے اگر علم آگے کی جانب منتقل ہوتا ہے تو جہالت، گمراہی، ظن، گمان، بے راہروی، روایت بھی آگے کی جانب سفر کرتی ہے۔ آباؤ اجداد اور ماضی کی روایات کی اندھی تقلید میں گم کردہ راہ ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ اس لئے کتاب حرف آخر ہے۔

آپ آقائے نامدار ﷺ زمان و مکان کے تمام انسانوں کو خبردار کرنے والے ہیں

رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ”(محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔“

اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآن مجید کے ذریعے خبردار فرماتے ہیں اس لئے آپ آقائے نامدار ﷺ کی طرح قرآن مجید کو بھی دوام اور ثبات ہونا چاہئے کیونکہ یہی ذریعہ ہدایت ہے **لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ** ”ہر دور (مقررہ مدت، اجل) کیلئے کتاب ہے“ (حوالہ

الرعد-۳۸)۔ اور **يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ** ”اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے

ثبات، دوام دیتا ہے۔“ جس کتاب کو ثبات، دوام عطا فرمایا وہ قرآن مجید ہے جو آقائے نامدار ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا۔

”ہدایت“ ظلمت یعنی اندھیروں سے نکل کر منزل پر پہنچانے والے راستے تک پہنچنے کا نام ہے اور ”ہدایت“ کیلئے ایک روشن، واضح، ثبات کے حامل ذریعے، واسطے کی ضرورت ہے۔

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ ”اور یہ کتاب ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے“

وَهَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ ”اور یہ ذکر (قرآن مجید) ہے، اسے ثبات اور دوام ہے، اسے ہم نے نازل کیا ہے“

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ ”کتاب، جسے ہم نے آپ (ﷺ) پر نازل فرمایا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے“ (حوالہ

الانعام-۹۲، ۱۵۵- الانبیاء-۵۰، سورۃ ص-۲۹)۔

وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ”اور یقیناً یہ ایک غالب کتاب ہے۔“

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ

اس میں باطل نہ اس کے آگے (زمانہ قبل نزول) سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے (زمانہ بعد نزول) سے“ (حوالہ فصلت-۳۱، ۳۲)

جس میں تحریف ممکن نہ ہو اس کتاب کو ثبات و دوام ہے۔ آقائے نامدار ﷺ روز آخر تک قرآن مجید کے ذریعے لوگوں کو خبردار فرمانے

والے ہیں اور قرآن مجید کو ثبات و دوام ہے۔ اور اس ثبات کا ضامن کون ہے؟

إِنَّا نَحْنُ قَرُّنَا الَّذِي كَرَّ وَإِنَّا لَهُم لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾

”ہم نے اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور اُس کی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہیں“ (الحجر-۹)

ان کی گزرگاہ میں اس کی ضمانت قابل بھروسہ ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہیں اور مریں گے نہیں
وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ

”اور اس زندہ پر بھروسہ کر جو مرے گا نہیں“ (حوالہ الفرقان-۵۸)۔ سبحان اللہ! اللہ اکبر!

رو معروف ہستیوں کے اقوال اور ”غیر متلو جی“ کی بحثیں بھلے ہم سنتے رہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو کبھی نہ بھولیں:

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾

”ہم نے ان کے لئے بیان حقیقت رقرع ان مجید کو مر بوط بنایا ہے تاکہ وہ اسے از خود سمجھ سکیں، یادداشت میں محفوظ رکھ سکیں، نصیحت حاصل کریں، اور دوسروں کو بیان کر سکیں۔“ (التقصص-۵۱)